132976 ـ عقد نكاح كے بعد اللہ كى وجود ميں شك كيا تو كيا تجديد نكاح لازمى ہے ؟

سوال

مجھے علم ہے كہ خالق كے وجود ميں شك كرنا دائرہ اسلام سے خارج كر ديتا ہے، ماضى ميں مجھے مشكل حالات سے گزرنا پڑا ان ايام ميں شيطان مجھ پر حاوى ہوگيا اور ميں نے اپنے آپ كو شبہات كے سپرد كر ديا، حتى كہ ايك يا دو روز تو اللہ خالق الملك كے وجود اور الحاد ميں سوچ و بچار كرتا رہا، اور مجھے شك ہوا، اب ميں اس عمل سے توبہ كرتا ہوں اور اللہ سے اميد ركھتا ہوں كہ وہ مجھے معاف فرمائيگا، اس كے بعد ميں نے كلمہ بھى پڑھ ليا ليكن غسل نہيں كيا تھا.
اب شيطان مجھے دو قسم كے وسوسے ڈال رہا ہے: پہلا يہ كہ كلمہ پڑھنے سے قبل ميں نے غسل نہيں كيا تھا.
اور دوسرا يہ كہ: اس وقت ميں نے عقد نكاح كيا تھا، ليكن كلمہ پڑھنے كے بعد عقد نكاح كى تجديد نہيں كى، كيا ميرے اس عمل سے نكاح فسخ تو نہيں ہوا، اور كيا مجھے تجديد نكاح كرنا ہو گا ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

اللہ خالق كے وجود ميں شك كرنا كفر اور دين اسلام سے ارتداد ہے، ليكن اگر يہ عارضى وسوسہ ہو اور دل ميں گھر نہ كرے بلكہ انسان اسے دور كرنے كى كوشش كرے اور ناپسند كرتا ہو تو پھر ايسا نہيں، اس كا تفصيلى بيان سوال نمبر (131277) كے جواب ميں گزر چكا ہے.

ليكن سائل كا يہ كہنا كہ: شك مجھ پر سوار ہو گيا يہ اس كے مرتد ہونے كى دليل ہے، اللہ اس سے محفوظ ركھے.

اور جب وہ توبہ كر كے دين اسلام ميں واپس پلٹ آيا ہے تو ہم اللہ تعالى سے دعا كرتے ہيں كہ وہ اس كى توبہ قبول فرمائے، اور اس كے گناہ معاف كر دے، اللہ سبحانہ و تعالى توبہ كرنے والوں كى توبہ قبول فرماتا ہے، اور بخشش طلب كرنے والوں كے گناہ بخشنے والا ہے.

جيسا كہ اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

اور بے شك ميں يقينا اس كو بہت بخشنے والا ہوں جو توبہ كرے اورايمان لائے، اور نيك عمل كرے، پھر سيدھے راستے پر چلے طہ (82).

اور ايك دوسرے مقام پر ارشاد بارى تعالى ہے:

ان لوگوں سےكہہ ديجئے جنہوں نے كفر كيا،اگر وہ باز آ جائيں تو جو كچھ گزر چكا انہيں بخش ديا جائيگا الانفال (38).

اور نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے عمرو بن عاص رضى اللہ تعالى عنہ كو فرمايا تھا:

" كيا تمہيں علم نہيں كہ اسلام اپنے سے پہلے گناہوں كو ختم كر ديتا ہے "

صحيح مسلم حديث نمبر (121) مسند احمد حديث نمبر (17372).

دوم:

اگر آپ نے شك كے عرصہ ميں عقد نكاح كيا تھا تو آپ كے ليے تجديد نكاح لازم ہے؛ كيونكہ كافر يا مرتد شخص كا كسى مسلمان عورت سے نكاح جائز نہيں، ليكن اگر عقد نكاح كے بعد شك ہوا ہو تو اس ميں درج ذيل تفصيل ہے:

ا ـ اگر دخول و رخصتى سے قبل تھا تو نكاح فسخ ہو گيا اور آپ كے ليے تجديد نكاح لازم ہے، اور اسے طلاق شمار نہيں كيا جائيگا، بلكہ يہ فسخ نكاح ہے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" جب خاوند اور بيوى ميں دخول سے قبل كوئى ايك مرتد ہو جائے تو عام اہل علم كے قول كے مطابق نكاح فسخ ہو جائيگا " انتہى مختصرا

ديكھيں: المغنى (7 / 133).

ب ـ اور اگر رخصتى و دخول كے بعد شك پيدا ہوا تو عدت پورى ہونے تك عليحدگى متوقف ہوگى، لہذا اگر توبہ كر كے دين اسلام ميں داخل ہو جائے تو نكاح باقى رہےگا، ليكن اگر دين اسلام ميں واپس آنے سے قبل عدت ختم ہو جائے تو پھر نكاح فسخ ہو جائيگا، حنابلہ اور شافعيہ كا مسلك يہى ہے.

اور باقى فقھاء كے ہاں مرتد ہوتے ہى نكاح فسخ ہو جائيگا.

اور تيسرا قول يہ ہے كہ: عدت ختم ہونے كے بعد عورت اپنے آپ كى مالك ہے، اسے كسى دوسرے سے نكاح كرنے كا حق حاصل ہے، اور اسے صبر كرتے ہوئے انتظار كا بھى حق ہے كہ ہو سكتا ہے وہ اسلام قبول كر لے، اور اس طرح وہ پہلے نكاح سے ہى اس كے پاس جا سكتى ہے، شيخ الاسلام ابن تيميہ اور ان كے شاگرد ابن قيم نے يہى قول

اختیار کیا ہے، اور معاصر علماء کرام میں سے شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے اسے راجح قرار دیا ہے.

مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (21690) کے جواب کا مطالعہ کریں.

اگر حیض والی عورت ہو تو اس کی عدت تین حیض ہے.

عقد نکاح کا طریقہ یہ ہے کہ: عورت کا ولی دو گواہوں کی موجودگی میں کہے: میں نے اپنی فلاں بیٹی یا بہن کا نکاح تیرے ساتھ کیا، اور آپ کہیں: میں نے قبول کیا.

سوم:

کافر کے اسلام قبول کرنے کے بعد غسل کے وجوب میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے، اور احتیاط اسی میں ہے کہ غسل کرے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جب کافر مسلمان ہو جائے تو اس پر غسل کرنا واجب ہے، چاہے اصلی کافر ہو یا مرتد ہوا ہو، اسلام قبول کرنے سے قبل غسل کیا ہو یا غسل نہ کیا ہو، کفر کے عرصہ میں کوئی ایسی چیز پائی گئی ہو جس سے غسل واجب ہوتا ہے یا نہ پائی گئی ہو، امام مالك اور ابو ثور اور ابن منذر کا یہی مسلك ہے... لیکن ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس پر کسی بھی حالت میں غسل واجب نہیں کرتے..

ہماری دلیل قیس بن عاصم رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث ہے، میں نبی کریم صلی اللہ علیہ کے پاس آیا اور میں اسلام قبول کرنا چاہتا تھا، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پانی اور بیری کے ساتھ غسل کرنے کا حکم دیا "

اسے ابو داود اور نسائی نے روایت کیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہاں حکم دینا یعنی امر وجوب کا تقاضا کرتا ہے " انتہی

دیکھیں: المغنی (1 / 132).

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" احوط یہی ہے کہ غسل کرے؛ کیونکہ اگر وہ غسل کر کے نماز ادا کرے تو سب اقوال کے مطابق اس کی نماز صحیح ہے، لیکن اگر وہ بغیر غسل کیے نماز ادا کرے تو اس کی نماز صحیح ہونے میں اہل علم کا اختلاف ہے "

الشرح الممتع (2 / 342).

اس بنا پر احتیاط اسی میں ہے کہ آپ غسل کر کے کلمہ پڑھیں، اور نکاح کے مسئلہ میں ہم نے جو تفصیل بیان کی ہے آپ اس پر عمل کریں.

واللہ اعلم .